

ہر امی لایا میں بغایت تاجرانہ سے کا تیرہ۔۔۔ بحرِ ممت بلڈ پو تھو

شرابِ نازِ تیر رنگ کی میر پالے میں
وہ طرہ کو نشان گل میں کیا ہو شام میں

خونی لڑکا

جنس میں نہایت عجیب آدمہ
عدمِ رازداری کی خرابیاں
عورتوں کی کجرائی، لڑکوں کی شرارت کو نہایت ظریفانہ

اور

عہدِ پیرایے میں ادا کیا ہو
مصنفہ مشہورہ شاعرہ شہینہ
فنانہ نگار شہینہ عظیمت الہی
سب فوائض
میجر عظیمت اکٹو لکھنؤ

قیمت ۱۲/۱۰

ادبی پریس میں چھپا

بار اولیکہرار

عشق کے مبتلا

اپنے حکام کے مظلوم دشمن کو پسپا کرنے کے خواہشمند سچی محبت پیدا کرنے یا کسی کے دل پر اپنا قبضہ کرنے یا مغرور سے مغرور اور جفا شعار معشوق کو بھی اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کر اپنی محبت میں دلوں اور فریقتہ کرنے اور خود اسے اپنا عاشق بنانے کے خواہشمند حضرات اگر چاہتے ہیں تو مبلغ دور و پیہ آٹھ تا نہ ہزار روپے مئی آرڈر بیکر، نیز نام محبوب اگر معلوم ہو سکے ورنہ کچھ مضائقہ نہیں لکھ کر تعویذ اور سفوف عطیہ فقیر جس کے ذریعہ سے مدد یا نہیں بلکہ ہزار یا بے مراد حضرات اپنی مرادوں کو پہنچ چکے ہیں طلب فرما کر کلام الہی کا معجزہ دیکھیے۔

تعویذ کو بازو پر باندھنے اور سفوف یعنی میونکا ہوا لوہا کی دھونی دیکھیے پھر کچھ نہ کیجیے نہ کیسے دینیے نہ کرکشی کیجیے خود ہی بیکر ہو کر انشاء اللہ تعالیٰ عمر بھر کے لیے وہ آپ کا غلام بن جائے گا۔ اور خوشی سے ہر کام کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے گا۔ اس تعویذ کا پاس رکھنے والا اگر کسی وقت دن میں یا شب میں بے یقین خواب کے کسی بزرگ کی حسین و نورانی شکل دیکھے تو خائف نہ ہونا چاہیے علاوہ اس کے بہ ضرورت اور مرض کے لیے تعویذ بھیجا جاتا ہے۔ ہدیہ چاہو گا۔ بلا قید مذہب و ملت ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ایک تعویذ ایک ہی محبوب کے لیے کام آسکتا ہے۔

پیر جی ستھو راج لکھنؤ

سفوف نایاب

قہر کی سستی کمزوری۔ نام و دی جریان۔ سرعت انزال۔ کمی قوت کے باعث شرمندگی اٹھانا، نسیان، ضعف دل و دماغ، ضعف معدہ و شش، کثرت اخلاص۔ جوڑ جوڑ میں درو کا ہونا آنکھوں کے نیچے کبھی کبھی اندھیرا آجانا، آنکھ سے وحشت کرنے اور منی کے پھیلے ہوئے دھیرہ سیارین کو زندگی بھر کے لیے دور کر دیتا ہے۔ مادہ تولید نہایت کثرت سے پیدا ہوتا ہے اور غلط ہو کر قابل اولاد ہو جاتا ہے۔ آپ استعمال فرما کر اپنی قوت کو مضبوط کر سکیں اس کا بیس گنا بڑھ جاتا ہے قیمت پانچ روپے سیاحتی دھاتی روپیہ نہ محصول ۶۶

لکھنے کا تہہ جنرل میجر دو اغانہ عظمت الطالع لکھنؤ

۱
بسم اللہ الرحمن الرحیم

خونی لڑکا

باب پہلا

ہر چند کہ امتداد زمانہ اور جدید تہذیب نے آج سب شہروں کو
یکساں کر دیا ہے اور جو عجائب و غرائب کسی شہر کی نسبت بزرگوں سے
سنا کرتے تھے وہ اتفاق وقت سے آج منقود ہو چکے ہیں مگر یہ امر
واقعہ ہے اور اس سے انکار کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے کہ شہر
بغداد ایک زمانہ میں تمام مشرقی افسانوں کی دلکشی اور دلچسپی کا ٹھکانہ
بنا ہوا تھا۔ اور آپس میں کسی سے اکثر افسانے افسانے ہی نہیں ہوتے
تھے بلکہ ان کا پایہ ثبوت اکثر واقعہ تک جا پہنچتا تھا۔ خصوصیت
ہارون رشید کا زمانہ وہ زرین زمانہ تھا جس پر نہ صرف اسلام کے فنون
لطیفہ کی ترقی ہی ناز کر سکتی ہے۔ نہ صرف عدل و انصاف جرم و احتیاط
وغیرہ ہی نازان ہو سکتے ہیں بلکہ ایثاریت کا ہر رنگ اگر فخر و افتخار کے

ساتھ اوس دور گرامی کو نظرمیں پیش کرتے تو اس کا حق ہے۔

یہ قصہ شہر بغداد کے اوسی عہد زریں مہند سے تعلق رکھتا ہے یہ وہ زمانہ ہے کہ ہارون رشید نہایت انہماک اور سرگرمی سے علوم فنون کی ترقی میں مصروف و مشغول تھا۔ چنانچہ اسی کے حکم سے بغداد میں جا بجا مدارس اور درس گاہیں کھلے ہوئے تھے بعض بعض جگہ اہل علم حضرات جنکو قسمت نے شاہی ملازمت سے تو محروم رکھا تھا مگر پھر بھی وہ اپنی زندگی کو فارغ البالی کے ساتھ گزارتے اور اپنے اوقات کو مصروفیت کے ساتھ صرف کرنے کے لیے درس و تدریس کا سلسلہ قائم رکھتے تھے۔

چنانچہ شاہی محل کے مشرقی جانب کوئی میل آدھ میل کے فاصلہ پر ایک بڑھے آدمی نورانی صورت لمبئی داڑھی کی آبرو برقرار رکھنے کیلئے درس و تدریس کا سلسلہ قائم کیے ہوئے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ قسمت نے کبھی بڑی بڑی کتابیں پڑھانے کا موقع ہی اون کو نہیں دیا ورنہ دراصل وہ شہر کے منتخب علماء کے کسی طرح کم نہیں ہین۔ مگر سمجھدار لوگ اکثر اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھے۔ بلکہ ہر ایک شخص صاف صاف اون کے منہ پر نہیں تو پیٹھ پیچھے ضرور کہتا تھا کہ بابا عبداللہ کو دراصل لیاقت ہی اتنی ہے کہ یہ سوا کرے یا۔ مامقیمان پارے عم۔ الم وغیرہ کے اور کچھ پڑھانیں سکتے ہین بہر حال بابا عبداللہ کا مکتب شاہی محلات کے قرب میں نہایت

زور دینا پڑتا تھا۔ اگرچہ اونکی مفلوک الحالی اور پریشانی قائم تھی مگر یہ بالکل سچ ہے کہ جموں اور خود ساختہ درسگا ہوں سے کہیں زیادہ انکے مکتب کا ستارہ اوج پر تھا۔ محلہ بھر کے لڑکے انہیں کے بیان ابتداء سے مذہبی تعلیم حاصل کرتے تھے اور لطافت سے پھر بیان آتے تھے۔ گوبابا عبد اللہ کبھی اس حالت سے مطمئن اور خوش تو نہیں تھے۔ مگر پھر کبھی شتم و شتم۔ اناب شباب جیسے کچھ گزرتی تھی زندگی کو گزار رہے تھے اور اکثر بڑھا کرتے تھے۔

تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار

نہ ہو تجھے مایوس امیدوار

ایک مرتبہ جماعت کا دن تھا بابا جی اسنے چیلون کو لیے بیٹھے تھے اور اطفال امور خوان کو اون کے حسب لیاقت تعلیم دے رہے تھے کوئی آموختہ پڑھ رہا تھا کوئی بلک بلک کر رو رہا اور بھولے ہوئے سبق کو یاد کر رہا تھا جان تک دیکھا گیا گردن زیادہ ہلتی تھی مگر منہ سے الفاظ کم نکلتے تھے کوئی میثاب کے بہانے سے کچھ دیر کے لیے زحمت خواندگی کو دور کرنے کے لیے باقاعدہ بابا صاحب کی خدمت میں درخواست پیش کر رہا تھا۔ بابا بی ہاتھ میں ایک کھجور کی لمبی لے ہوئے مکتب کے ایک درمیں تکیہ لگا رہے ایک گدی پر رونق افروز تھے اپنا کام کر رہی تھی اور اپنے پیش قیمت وقت کو لڑکوں کو ایسی نصیحت کرنے میں گزار رہے تھے۔ پڑھے جاؤ پڑھے جاؤ۔ مگر یہ آواز اس

چوکیدار کی صدا سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی تھی جو رات بھر جلاتا اور
 کہ جاگتے رہو جاگتے رہو اور سننے والے باوجود اوس کے سننے کے
 خراٹے لے لے کر سوتے۔ اور اس آواز کو گوز شتر سے زیادہ وقت
 نہیں دیتے ہیں۔ ہر صورت یہ عالم تھا کہ ایک بزرگ نورانی صورت
 لمبی سفید داڑھی سبز گہڑی کندھے پر ایک سبز چادر ایک ہاتھ میں
 عصا۔ ایک میں تسبیح آگے آگے آٹھ سات برس کا ایک لڑکا غمضیکہ
 اس ہنیت گدائی تشریف فرما ہوئے پیچھے پیچھے ایک نوکر بھی آیا جس کے
 سر پر ایک مٹھائی کی ٹوکری تھی۔ یوں تو بابا جی بہت ہی کم کسی عرف
 متوجہ ہوتے تھے جب تک صرف یہ مرگ اور لڑکا تھا۔ اوس وقت
 تک توٹس سے بس نہ ہوئے۔ قطب بنے جہان تھے وہیں بیٹھے رہے
 مگر اس کے بعد جب وہ مزدور پہونچا جس کے سر پر مٹھائی کا ٹوکرا
 یا ٹوکری تھی تو اس نے واقعہ ۶۔

مروے از غیب بردن آمد و کارے بکند
 کی مصداق کام کیا تفتیش بابا صاحب کی سرو طبیعت کو گرا دیا۔ رگون میں
 شوق شیرینی خوان میں بھرک دھڑنے لگا۔ سب سے پہلے عقل میں
 احساس کا ہجان ہوا۔ نورانی صورت بزرگ کی طرف اٹھی ہوئی نظر نے
 عقل کو سمجھایا کہ یہ بھی آدمی کام کے ہیں۔ مٹھائی آپ کے لیے لائے ہیں
 حق عقیدت رہا ہے جوش افراط شہرت انکا آپ کی طرف رہا ہے بنا ہے
 بابا جی سمجھ چکے تو دوران خون میں اور کتنی زیادتی ہوئی۔ یا سیٹھے تھے

یا صر و قدر باشت۔

خمیدہ۔ دسب چند تعلیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ نووار بزرگ بر بھی بظاہر
اس اخلاق ظاہری نے بڑا اثر کہاں کے لب بھی سم آشنا ہوئے مصافحہ
کے لیے اتو ٹر پایا، سلام علیک ہوئی مزاج پر ہی کی۔ اور اس کے بعد
فرمایا خاکہ ایک آپ نے پہچانا تو کیا ہو گا۔ اور بہت سی آپ کیا میرا
خیال ہے کہ آپ کی میری پہلی ہی ملاقات ہے۔
بابا عبد اللہ۔ جی ہاں۔ تشریف لے رہے۔

نووار دہ بزرگ۔ وقت بہت کم ہے امیہ سے کہ آپ مجھے بہت کم دہر
تک بٹھا بیٹھے اور جس غرض سے حاضر ہوا ہوا وہ سبیلے۔ زہت دیتا
ہوں معاف فرمائیے۔

بابا۔ جی نہیں۔ ارشاد ہو۔ کیا یہ رلڑ کے کی لڑتے اشارہ کر کے، جناب
کے صاحبزادہ ہیں۔

نووارو۔ صاحبزادہ نہیں۔ صاحبزادہ سے بڑا ہوا نہیں پوتا ہے
بابا۔ اچھا اللہ۔ اچھا ارشاد۔
نووارو۔ مزدور سے مٹھائی بیٹیں کرے۔

مزدور نے مٹھائی کی ٹوکری گرما گرم سامنے رکھ دی اور نووارو
بزرگ نے ایک اشرفی بھی چڑھا دی۔ بابا جی نے بادل نا خواستہ۔
جی نہیں اسکی کیا ضرورت ہے کہ مکہ ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر۔ اشرفی جیب
میں رکھی۔ اگرچہ ڈاڑھی اور مو پھون کا ایک ایک بال مور کے پر کی

طرح کھل کھل کر ایک ہو گیا۔ مگر اسکے سواے اور کوئی تغیر عظیم نہیں پایا گیا
 پھر بھی بابا جی نے فرمایا۔ جی۔ ارشاد کیسے زحمت فرمائی۔
 نوار د بزرگ۔ یہ میں عرض کر چکا کہ یہ میرا پوتا ہے۔
 بابا۔ جی ہاں۔

نوار د۔ میں غصہ سے آپ کے اخلاق کریمانہ اور اوصاف بررگانہ
 کا شدید اثر تھا۔ آج خدا نے یہ موقع حصول ملاقات کا عنایت فرمایا
 کہ میں اپنے پوتے کو اس لیے خدمت مبارک میں لایا کہ یہ شب و روز
 آپ ہی کی خدمت مبارک میں رہا کرے چونکہ غریب خاندان سے
 چھ سات میل ہے۔ اس کا روز آنا اور جانا ناممکن ہے اس لیے
 میں چاہتا ہوں کہ یہ آپ ہی کے پاس رہے۔ دس روپیہ میں اسکے
 صرفہ وغیرہ کے دون گا۔ باقی یہ ذرا اثر رہے احتیاط رہے۔

بابا جی نے دیکھا کہ دس روپیہ کی نایاب رقم یکمشت ہاتھ آتی ہے
 رٹ کا ہے جو گھر میں بچے کا یہ بھی کھانے کا شریک ہو جائے گا جو آتا اور
 اپنا مقدر لاتا ہے کیا ہرج ہے۔ لہذا فوراً قبول کر لیا۔

نوار د بزرگ نے شکر یہ ادا کیا۔ اور فوراً اجازت مانگ کر چلے
 اور چلتے چلتے یہ کہہ دیا کہ سواے میرے اسکو کبھی تنہا نہ جانے دیجئے
 میں ہر جمعرات کو حاضر ہوں گا اور اپنے ہمراہ لے جایا کروں گا۔

بڈھا رخصت ہو گیا۔ بابا جی نے بمصدق کل جدید لذیذ اپنی تمام تر
 اس کی طرف مبذول کر دی۔

باباجی نے پوچھا، بیاتمہارا کیا نام ہے؟

نوار دلڑکا۔ میرا نام حامد ہے۔

باباجی۔ تم یڑھتے کیا ہو۔

لڑکا۔ میں گلستان و بوستان پڑھتا ہوں۔

بابا۔ اچھا کچھ آموختہ سناؤ۔

لڑکے نے تعمیل ارشاد کی۔ اسکے بعد میں چھٹی ہو گئی اور باباجی حامد کو اپنے ساتھ لیے گھر گئے بد قسمتی سے باباجی کے کوئی اولاد نہ تھی انکی نیک بخت بیوی نے بھی غنیمت سمجھا اور خوشی سے اوسکی خبر داری اور خد سنگزاری کو قبول کر لیا۔ اور حامد بدستور یہاں رہنے لگا

باب دوسرا

حامد کو بابا عبداللہ کے یہاں رہتے ہوئے کئی مہینے گزر گئے اور

سب لڑکوں سے میل جول بھی پیدا ہو گیا۔ سب میں مل جلکر کھیلنے

کو دینے میں اپنا وقت گزارتا اور شام ہوتے اپنے گھر آ جاتا۔ ایک روز

چند لڑکوں میں صلاح ہوئی کہ آؤ چھلی کا شکار کھیلین۔

سب چلو۔

ایک حامد دوست تم بھی چلو۔

حامد۔ ضرور چلوں گا۔

غرض کہ یہ سب کے سب رخصت ہوئے اور شہر کے باہر ایک ندی
میں شکار کھینے پونچ گئے۔ چھوٹی بڑی بہت سی پھلیاں جمع کر لیں
مگر ایک مرتبہ یہ اتفاق ہوا کہ سب نے مل کر زور لگایا تب بھی کانٹا
کھینچ نہ سکا۔ لڑکے حیران ہوئے۔

ایک۔ سمجھ میں نہیں آتا یہ بات کیا ہے۔
دوسرا۔ معلوم نہیں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کانٹا کسی نے پکڑ
لیا ہے۔

حامد۔ استاد جو کہو تو ایک غوطہ لگا کے میں نکال لاؤں۔
ایک۔ واہ کہیں ڈوب گئے تو اور لینے کے دینے پڑے بابا جی مارتے
مارتے کھال کھینچ لینگے۔

حامد۔ ادہ میں اب آتا ہوں ڈوبنے والے کوئی اور ہونگے۔

لڑکا۔ ارے تم کو پیرنا کہاں آتا ہے۔

حامد۔ (بگڑ کر) واہ کیا خوب رہیہ کہنے کے بعد نہ اوسنے کسی سے اجازت
لی اور نہ کچھ کہا سنا۔ غلط آپ سے اچھل کر ندی میں کودا۔ تھوڑی
دیر ڈبکی لگائے رہا۔ مگر جب ابھرا تو ہاتھس میں ایک زبردست
کچھو لایا ہوئے تھا جسے بلا مبالغہ پانچ چار جوان بھی مل کر نہ اٹھا
سکین۔

حامد (اب بھر کر) (لڑکوں سے مخاطب ہو کر) اب تم لوگوں کو

یقین آگیا۔ یہ کمبخت ہمارے کانٹے کو جان بوجھ کر نگلے ہوئے بیٹھا تھا
اسی نے اتنی دیر لگائی۔

لڑکے۔ لاؤ لاؤ اس کمبخت کو لاؤ۔ بڑا دق کیا ہے۔ اسکی کھال کھین گے
اور سین تو بابا جی کے وہاں لیچلین گے۔ اور خوب مزا دلائینگے غرض کہ
حادثہ کچھوے کو نکال لایا۔

حادثہ کے ساتھیوں کو اگرچہ معمول سے بھی کچھ زیادہ تعجب ہوا
کہ حادثہ نے کیونکر اتنے بڑے کچھوے کو نکال لیا۔ پانی میں تو خیر بوجھ
کم معلوم ہوتا ہے مگر خشکی میں اسقدر آسانی سے وہ اسکو لے آیا
آخر اس کے کیا معنی معلوم ہوتا ہے۔ حادثہ بہت شہزور ہے۔

بہت سونے والے حادثہ نے کہنا شروع کر دیا۔ مگر بات یہیں
کی یہیں رہ گئی۔ اس سے زیادہ نفیثش اور تحقیق کی ضرورت
سمجھی گئی اور نہ کی گئی۔ بات تل گئی۔ اب سوالیہ یہ پیدا ہوا کہ یہ ایک
عجیب و غریب چیر ہے آؤ اسکو بابا کے پاس لے چلین وہاں جا کر
بابا جی کو دکھا بھی دینگے اور مزا بھی دلا دینگے کہ اُنہے ہمارے شکار
میں بڑا نقصان کیا مگر معرض بحث میں یہ بات تھی کہ آیا یہ وہاں
تک جلسہ کیونکر سب نے بالاتفاق مل جل کر حادثہ سے کہا کہ
بھئی تم ہی اسکو بچا کر رہا ہو اور تمہیں اسکو وہاں سے چلو۔

مگر حادثہ نے یہ کہا کہ جب فام میرے کونے کا تھا وہ میں نے کر دیا
اب کون ہر بات کا ٹھیکہ تھوڑا ہی لے لیا ہے اب تم لے چلو۔ بارے

وہ چھکڑا خالی جا رہا ہے اوس سے کرایہ ملے کر لو۔ اور اسی میں رکھ کر لے چلو۔ ایک ایک دودھ پیسہ کر کے سب اوس کا کرایہ ادا کر دیں گے۔ چنانچہ یہی رائے ملے ہو گئی اور آخر کار گاڑی والے نے کچھ پیسہ لیکر کچھوے گاڑی پر لا دیا۔ اور گاڑی کے ساتھ ساتھ سب لڑکے چل دیئے۔ بظاہر یہ سب بہت خوش تھے اور بابا عبداللہ کے خوش ہونے کی امید نے ان کے دل میں ارمانوں کا ایک دریا موجزن کر دیا تھا کہ راستہ میں دو شخص سوداگر ملے۔ ان میں سے ایک نے غور سے کچھوے دیکھ کر دوسرے سے کہا کیا زبردست کچھوہ ہے غرض کہ پہلے خوب دیکھا اسکے بعد ایک نے لڑکوں سے پوچھا۔ ایک سوداگر۔ کیون۔ بچوں۔ یہ کچھوہ کہاں سے آیا۔ اور تم اسے کہاں لیے جاتے ہو۔

لڑکے۔ کیون آپ کو کیا مطلب ہے کہ میں سے لائے ہیں اور کہیں لیے جاتے ہیں۔ پھر آپ کون۔ قاضی یا ملا۔

سوداگر (چھکڑے والے سے) ٹھہرو۔ فدا اور یافت کر لیں۔

لڑکے ر (چلو اور میں تمکو مزدوری نہیں دینگے

سوداگر نے چھکڑے والے کو پھر روک لیا اور کہا کہ لڑکو یہ یاد رکھو جب تک نہ بتاؤ گے تب تک بے نہیں جاسکتے۔

حامد۔ کیون صاحب۔ آپ ہمکو کیون ستاتے ہیں آپ کو پوچھنے کا حق کیا ہے۔ واہ یہ تو وہی بات ہوئی کہ آپ کون ہیں۔ کہا خواہ مخواہ۔

سوداگر ہنسکر (نہیں) یہ بات نہیں ہے۔ اس میں کچھ ہمارا مطلب ہے تم سب ذرا سایہ بنادو کہ کہاں سے لالے۔ کیون۔ لالے۔ کہاں سے لیتے جاتے ہو۔ اور پھر شوق سے جاؤ۔

حاجہ۔ اجی یہ کچھو اڑا وہ ہے۔ ہمیں دق کر دیا۔ شکار کو ہم نے تھکا کاٹا چو ڈالا تو یہ بخت کاٹا نکل کر بیٹھ رہا جی میں آیا تھا کہ میں اسکی کھال کھینچے مگر۔ مولوی صاحب (باباجی) کی بے عرضی ہم نے کچھ نہیں کیا اب وہیں سے جاتے ہیں اسے معقول مزا دلاؤ گے۔

دوسرا سو داگر۔ اگر یہ کچھو کچھ جرمانہ ادا کر دے تو چھوڑو گے با نہیں۔

حاجہ۔ اھکو کوئی اختیار نہیں ہے مولوی صاحب چاہے اسے سزا دیے اور چاہے اسپر جرمانہ کریں ہم یوں تو اسکو چھوڑینگے نہیں۔

بکے اپنی ہٹ کے دیوانے مشہور ہیں سوداگر دن نے سمجھا کہ انھے کچھ کہنا سننا بیکار اور اپنی توہین ہے لہذا چلو ہم بھی مولوی صاحب کے بیان چلین اون کی عدالت میں دیکھیں کیا فیصلہ ہوتا ہے یہاں تک کہ یہ مولوی صاحب کے دربار تک پہنچے۔ اور واقعہ دریافت کیا۔

لڑکے۔ ر تمام کیفیت بیان کر کے آپ انصاف کیجئے اور اسکو سزا دیجئے۔

مولوی صاحب (سوداگر دن سے) آپ ان بچوں سے کیوں تعرض کرتے ہیں۔ آپ کو کیا مطلب ہے جائے صاحب جائے۔

سو داگر (مولوی صاحب سے) تعرض نہیں ہم نے ان سب سے کہہ دیا تھا کہ ہمکو صرف اس کچھوے کا حال سنا دو چونکہ یہ بہت بڑا کچھوہ ہے اور بظاہر عجیب و غریب ہے اس واسطے کہ لوگ مان ہو کہ یہ شاید اس کو مار ڈالیں گے اور اسوجہ سے ہم نے ان سے کہا کہ اگر کچھ تاوان لیکر چھوڑ سکتے ہو تو چھوڑ دو۔ مگر یہ نہ مانے۔ اور یہاں تک لے آئے خشک باتوں کا جواب تو خشک ہی ہوتا۔ مگر باباجی نے جب کچھ نقدہ و حرمتہ والا معاملہ سنا ذرا خاموش ہوئے۔ ذہن کو طرف دوسرے مسائل کے منتقل کیا دایرہ ہی پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا آپ کیا دے سکتے ہیں۔ اور کیا آپ اس کچھوے کو بیجائیے گا

ایک سو داگر۔ جی ہاں (دو اشرفیان نذر کر کے) سر دست یہ حاضر ہیں۔ مولوی صاحب۔ کے ساتھ دو اشرفیوں نے وہ کیا۔ کہ زر بر سر نواذی نرم شو۔ فوراً کہا کہ جائیے ان کنجٹ لڑکوں کو بکنے دیجئے یہ تو مٹری ہیں دیوانے ہیں آپ لے جائیے۔

ایک سو داگر۔ مودبانہ تسلیم کر کے۔ اور شکریہ ادا کر کے چھکڑے والے سے بولائے چلو جان ہم کہیں۔

ٹکرے۔ مولوی صاحب آپ نے انصاف نہ کیا۔ اسکو مزا دیتے۔ مولوی صاحب۔ بیٹا جانے دو کچھوہ بڑا منجوس ہوتا ہے اسکو رکھنا یا اسے مار ڈالنا اچھا نہیں۔ سو داگر سے بوسے کہ بسم اللہ آپ تشریف لے جائیے۔

سوداگر اجازت پا کر چل دیئے، مگر راستہ میں عجیب و غریب واقعہ ہوا
 ابھی چند رہے ہیں ہی قدم نکلے ہوں گے کہ کچھوا غائب ہو گیا۔
 ایک سوداگر۔ ہن یہ کچھوا کہاں گیا۔
 دوسرا۔ کیا جانے کہاں گیا بڑے تعجب کی بات ہے۔
 پہلا۔ چلو۔ مولوی صاحب سے پوچھئے۔
 دوسرا۔ مولوی صاحب اس میں کیا کریں گے۔
 پہلا۔ خبر جانے دیجئے دیکھا جائیگا اسکی تحقیقات کیجائے گی۔
 چھٹا۔ اسے کہہ کر یہ دیر یا۔ اور دونوں رخصت ہو گئے۔

باب تیسرا

صبح کا وقت ہو سورج نکل آیا ہے اہل عالم اپنے کاروبار میں لگ گئے بابا
 جی کا مکتب اچھی طرح ابھی تک بہرا تو نہیں ہے مگر لڑکے ایک ایک دو دو
 کر کے آرہے ہیں اور خانی جگہوں کو بہرتے جاتے ہیں۔ تاہم ابھی پورا
 مکتب بہر نہیں گیا ہے۔ بابا جی ایک درمیں کھبے سے ٹیک لگائے بیٹھے
 ہیں کہ ایک چوبدار داخل ہوتا ہے اور ایک شاہی پروانہ بابا جی کو
 دیتا ہے۔

بابا جی۔ تم کون ہو۔

چوہدرے۔ میں ظل سحانی خلیفہ ہارون رشید کے دربار کا ایک چوہدر ہوں
آپ کو بذریعہ اس پر واند کے حضور میں طلب کیا گیا ہے۔ فوراً معہ طلباء
کے چلیے۔

باباجی۔ گھر اکراؤ یہ کیا ہوا۔ مجھے کیا واسطہ میں کیوں جاؤں۔
چوہدرے۔ باباجی۔ میں آپ کو جانتا ہوں خدا کے لیے اپنی جان کے دشمن
نہ ہوں جیسے جیسا کہ حضور کا حکم ہے اس کی فوراً تعمیل کیجئے ورنہ آپ
پر آجا۔ گی۔

باباجی۔ ارے بھائی نا کردہ گناہ آخر کس بخرم میں۔
چوہدرے۔ کیا آپ کو پھانسی دیدیجاسے گی۔ آپ چلیے تو سہی شاید قسمت
برسر باری ہو۔ آپ چلیے،

باباجی کے گئے ہوئے ادا سان اس کلمہ سے واپس آئے اور
خیال کیا کہ ہاں کیا تعجب ہے کسی کار خیر کی وجہ سے خلیفہ نے کوئی عفو
دفعہ کی ہو اور اسی وجہ سے ہم کو یاد کیا ہو اور کیا عجب ہے کہ
خلیفہ کی زیارت بھی نصیب ہو۔ اور بلا فائدہ دقتیں۔ تو روبرو بیانی
تک بھی ہاتھ نہ پونچے جیلو دیکھیں تو آخر کوئی اندھیر تو سے نہیں
کہ گئے اور کولہوں میں پلو ادٹے گئے دیکھا جائے گا۔
پچھا جائے تب کوئی حکم صادر
نہے گا۔

اٹھے سبر غلامہ باندہا۔ بھٹا ہاتھ میں لی۔ طلباء جو مود تھے

معہ حامد ساتھ ہوئے اور دربار کا رخ کیا۔ تھوڑی ہی دیر میں معہ چہدار جا پہنچے۔

اگر خلیفہ کے سامنے ادب کی وجہ سے گردن جھکانی نہ پڑتی تو تعجب نہیں کہ دربار کی زیب و زینت وغیرہ بابا جی کو بے ہوش کر دیتی مگر پھر بھی سنگ آمد و سخت آمد والا معاملہ تھا ادب نے بہت کچھ روکا مگر سامان نفیس کی عمدگی اور دلکشی نے دو ایک مرتبہ در دیدہ نظر سے ادھر اُدھر دیکھنے پر بابا جی کو مجبور کر ہی دیا۔ یہ ابھی جی بھر کر دیکھنے نہ پائے تھے کہ ظل سجانی نے حکم صادر فرمایا کہ سوداگر کو حاصر کرو۔

چوہدار گیا۔ اور ایک سوداگر کو بلالایا۔ وہ سوداگر بھی گردن جھکائے کھڑا ہو گیا

خلیفہ ہارون الرشید۔ کیا بابا عبد اللہ آپ ہی ہیں۔

بابا عبد اللہ۔ حضور (بجا ارشاد ہوا)

خلیفہ۔ گھبرا کر اور بوکھلا کر باتیں نہ کرو جو ہم پوچھیں اوسکا صاف جواب دو۔

بابا۔ جی حضور۔

خلیفہ۔ یہ سوداگر فریادی ہے کہ ہم نے بابا جی سے ایک کچھ بھروسہ دو اشرافیوں کے خریدا تھا۔ اور بابا جی نے اوسکو کسی طرح سے پھر اپنے پاس بلالیا وہ ہماری گاڑی سے غائب ہو گیا۔

حامد نے بغور خلیفہ کی صورت دیکھی اور پوچھی کہ حضور یہ سوداگر فریادی ہے یا حضور یہ فرما رہے ہیں معاف فرمائیے مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور ہی نے یہ کچھو آخریدا تھا یہ سوداگر نہ تھا (وزیر جعفر کی طرف متوجہ ہو کر) یہ آپ کے ساتھ تھے اور کوئی نہ تھا۔

خلیفہ نے حیرت کے ساتھ گردن جھکالی۔ اور کہا کہ اچانک کے تم ہمارے ساتھ آؤ۔ یہ کہہ کر حامد کو ایک علیحدہ خالی کمرہ میں لے گیا اور کہنے لگا۔

خلیفہ۔ جو کچھ تم نے کہا وہ سچ ہے وہ جو کل دوسو اگر تھے میں اور میرا ذریعہ ہی تھا جس نے کچھو آخریدا تھا مگر تم سے کچھ سوال کرتا ہوں کیا تم ایمان داری کے ساتھ جواب دیکر میرے حیرت و استعجاب کو کم کر دو گے۔
حامد۔ جی حضور ارشاد۔

خلیفہ۔ آج تک زبردست سے زبردست عیاروں اور بڑے بڑے تجربہ کاروں سے مقابلہ ہوا مگر میرے بدلے ہوئے لباس کو کسی نے نہیں پہچانا۔ تم نے کس طرح سے مجھے پہچان لیا۔ دیکھو سچ بتاؤ۔

حامد۔ اگر آپ اقرار کریں کہ آپ یہ زار کسی سے نہ کہیں گے تو میں صاف بتا دوں۔

خلیفہ۔ ہاں میں اقرار کرتا ہوں۔

حامد۔ تو سنئے۔ میں شاہ جن محمود کا لڑکا ہوں اور کئی مہینے سے

بابا جی کے یہاں پڑھتا ہوں دیکھئے اس امر کی ہرگز کسی کو اطلاع نہ دیجئے
اسوقت مولوی صاحب کو کچھ تینہ اور شدید کر کے رخصت فرما دیجئے
مین پوشیدہ حاضر ہوں گا۔

خلیفہ - اچھا شاہاش۔ تم نے سچ سچ بتا دیا مین بہت خوش ہوا۔
یہ کہہ خلیفہ اپنی جگہ پر آ بیٹھا اور بابا سے پھر پوچھا آپ کیسے جواب
دیتے ہیں۔

بابا جی - حضور مجھے - اطلاع نہیں کہ کیا ہوا۔
خلیفہ - پھر جائے یہ معاملات نہ کیا کیجئے ورنہ شاید پھر آپ کا یہ تھکا
قائم نہ رہ سکے گا۔

بابا جی نے سمجھا جان بچی لاکھون پائے کہتے ہوئے گھر چلے
آئے۔

باب چوتھا

رسیدہ بود بلاے ولی نجر گزشت والا معاملہ تھا۔ بابا جی کو اپنی
خوش نصیبی پر ایک طرح کا ناز تھا کہ ایسے زبردست دربار سے نلے
بیچ آئے واقعی قسمت نے بچا دیا۔ ورنہ بھلا اگر یہ کھال کھینچوالی
جاتی تو مین کیا کر لیتا زبردست مارے اور رونے نہ دے۔

خیر اے برابرا۔ اے خدا نے پاک شکر شکر ہزار شکر باباجی گھر
آکر براوسان بیٹھے ہوئے تھے کہ گھر میں جو ایک نیم کا درخت لگا ہوا
تھا اس پر نظر شریف پونچ گئی گھبرا گئے آئے ہوش و حواس فربہ
ہو گئے فوراً زبان سے نکلا کہ۔

ایک آفت سے تو عمر کے ہوا تھا جینا
پرہ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی
حیران ہو گئے۔ اور پھر کہنے لگے۔

کر یا بہ بخشائے بر حال ما
کہ ہستم اسیر مکند ہو اذ

بیوی۔ آخر اتنے بڑے کھلائے کیوں ہو۔ یہ کیا ہوا۔
باباجی۔ دیکھو وہ سامنے نیم کے درخت میں یہ کیا لٹک رہا ہے۔
لٹک رہا۔ لٹک رہا ہے۔ او ہو جی لٹک رہا ہے۔ مارا۔ مارا۔ مارا۔
اور۔ اور۔ اور۔ اور۔ اور۔ اور۔

بیوی۔ اے اللہ خیر۔ یہ تو بالکل پاگلوں کی سی مجنوںوں کی سی
بائیں کر رہے ہیں۔ حامد دوڑا پانی پر پڑھ کر کچھ دم کیا باباجی کے
منہ پر پھینکا دیا۔ اور کہا کہ سوشن آئیے گھبرائیے نہیں میں نے
سب کچھ بند کیا ہے آپ پر آئیں آئیں کتنی کچھ واسٹ لٹکا رہے دیئے
نیا درخت۔

باباجی۔ کہیں پھر کچھ غائب ساغافنی زراں ہو جائے۔

حاند۔ آپ اتنا کیوں ڈرے جاتے ہیں میں ذمہ دار ہوں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

باباجی۔ یہ سب سچ سچی۔ مگر اس کے بیان نکلنے سے کیا نتیجہ۔
 حاند۔ جناب یہ بڑا عمدہ کچھو ہے۔ اسمین صفت یہ ہے کہ علی الصباح روز دو اشرفیان اگلا کرے گا اور آپکو مالدار کر دے گا۔
 اور باتیں تو ہرگز اتنی قابل وقت نہیں تھیں مگر یہ روپیہ کا معاملہ تھا۔ ایک بھی نہیں روز کی دو اشرفیان آج کل کے حساب سے نو سو روپیہ مہینہ کی گھر بیٹھے کی آمدنی رسنگ آمد و سخت آمد۔ اب کیا کیا جائے جے دودھ کا لٹالا نہ اگلا جائے نہ نگلا جائے بڑی ٹھن بڑی آفت تھی ادھر ڈر اور خوف کا لاہوت دانت نکالے کھڑا ہے ادھر امید کی سبز پری اپنی سریلی آواز سے فغمہ سرانی میں مصروف ہے۔ غرض کہ دو گونہ غذا بیست جان مچنوں را۔ بلاے فرقت لیلے و صحبت لیلے۔ کیا کرم مکرم آخر بقول شمعے۔ این ہم بالائے علم۔ منظور کیا مگر امتحان کی شرط لگا دی تا وقتیکہ کل صبح کھری کھری دو اشرفیان نہ لے لیں اور سو وقت تک بیکار رہے دوسرا دن ہوا وعدہ پورا ہو گیا۔ دو اشرفیان کچھوے کے نیچے پڑی ملین اٹھائیں جیب میں رکھ لیں کچھ بہ بات معمولی تو تھی نہیں کہ باباجی کے پیٹ میں رکھ بیٹھ جاتی اور چپ کے چپ رہ جاتے ایک دن گزرا دو دن گزرے شدہ شدہ پندرہ بیس دن ہو گئے آخر بیوی کو بھی رازدار

کر لیا اور صاف صاف سمجھا دیا کہ لڑکے وڑکے پڑھانے اب بڑے نام ہی رہ گئے اب ہماری نظر گاہ اور امید گاہ جو کچھ ہے وہ یہی کچھ ہے اسے جان کے برابر رکھنا۔ اور دیکھو خبردار خبردار ہرگز ہرگز اس سے اور کسی کو مطلع نہ کرنا۔

بیوی۔ تو بہ کرو۔ تم بھی کیسی باتیں کرتے ہو بھلا اپنے گھر کا بھید کسی کہا جاتا ہے۔

بہر حال بیوی صاحبہ نے عہد تو کر لیا۔ مگر عورت ذات پیٹ کی ہلکی ہوتی ہے انہوں نے اپنی کسی قدیمی سہیلی سے اس کا ذکر کیا اون سے کسی اور سے اور اس نے اور سے۔ اے لیجئے ہوتے ہوتے تمام بین مشہور ہو گیا اور چند ہی روز میں کچھ از پارت گاہ عام ہو گیا۔ بین چل تو چل روزانہ ایک میلہ لگا رہنے لگا۔

ننان کے ماند آن روز کے کز و سازند محفلما

باب پانچواں

جتنا زمانہ گذرتا جاتا ہوا بابا جی کی بد نصیبی اور مفلوک الحافی خوش نصیبی عیش و عشرت سے بدلتی جاتی ہے قسمت بر سر یاری ہے۔ کچھوے کو کچھوہ نہ سمجھنا چاہیے بلکہ بابا جی کے دام میں ہمارے اوج

شہر یاری سب حامد بدستور پڑھتا ہے باقی لڑکے ادا تھے جا رہے ہیں
 باباجی نے اکثر کو خود اٹھا دیا۔ کبرنی۔ ضعیف اور سو سے مزاج
 کا بہانہ کر دیا اکثر کو ان کے مان باب نے بٹھا لیا ہے۔ کہتے ہیں اب
 باباجی کسی صورت سے پڑھانہیں سکتے اون کے یہاں لڑکوں کو بھیجے
 سے اسکے سواے اور کوئی نتیجہ نہیں کہ وہ خراب ہو جائیں کیا معنی کہ
 لڑکا سبق پڑھتا ہے وہ ہر وقت کچھوے کی فکر میں رہتے ہیں پھر بھلا
 بتائے تو کیونکر نہ سکتی ہے یہ سب کچھ تو ہے مگر پھر بھی براے نام
 شغل جاری ہے۔

ایک دن دوپہر کا وقت ہے آفتاب خط استوا پر ہو چکا اپنی
 تیزی دکھا رہا ہے باباجی کی بیوی جواب بیگم کے نام سے مشہور ہوئی ہیں
 ایک نازک پنڈلی پر آرام فرما رہی ہیں۔ مگر تنہائی کا عالم ہے آل
 اولاد کا خزانہ جڑا ہے۔ اللہ میان سے دعائیں مانگ رہی ہیں۔ اسے
 میرے ستار تیری کمرچی کے کنارے تو نے مجھ جیسی ناچیز نابار کو بھی دیا
 ایک گھر کا چراغ بھی دیدے تو تیرے خزانے غیب میں کوئی کمی نہ جاگی
 میرے اندرون تو تو نے بھی دہن دولت دیا ہے اور دیا بھی چھپر
 بھاڑ کر۔ مگر میری آرزو تو یہ ہے کہ کوئی برتنے والا ہو۔ نہیں تو یہ سب
 کس کام کا۔ میری حالت تو یہ ہے کہ چراغ سرا نگذار یا آفتاب لب
 یام میں گور میں پاؤں لٹکائے ہیں اسے تو آج مرے کل دوسرا دن
 اور کوئی آئے گا لیجائے گا ہمارے نام کی فاتحہ بھی نہ دلائے گا وہی

اوت کے اوت دنیا میں مشہور رہیں گے۔

خیالات کا طوفان اٹھا چلا آ رہا ہے جوش ہے کہ کسی طرح
فرہی نہیں ہوتا ہے اتنے میں ایک خدمتگار عورت آئی اور کہنے
لگی۔ بیوی بیوی دو بخومی آئی ہیں۔

بیگم صاحبہ یا مولویا! پھر کیا کروں۔
عورت۔ اے بیگم صاحبہ تو عجب طبع کے لوگ ہیں۔ اگلے بچھلا سب
حال بتاتے ہیں۔

بیگم۔ تو اذن سے کچھ دریافت کرنا چاہئے۔

عورت۔ آئے ہیں قریب ہی ٹہرے ہیں۔

بیگم صاحبہ۔ ایک برقعہ اوڑھ نقاب منہ پر ڈال بخومیوں کے
وہاں پہنچ گئیں ایک معمولی مختصر مکان میں یہ ٹہرے ہوئے
تھے۔ باندی کی زبانی کہلا یا گیا کہ ذرا ہمارا ستارہ دیکھئے یوں تو خدا
سب کچھ دیا ہے مگر ادا کی طرف سے بڑے بے نصیب ہیں کئی بچے
ہوئے مرنے لگے بیٹے کی تمنا ہے اور بیٹیاں گئیں پیدا نہیں۔

بخومی۔ حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا ستارہ گردش سے نکل گیا
اور نکل رہا ہے روپیہ پیسہ کی طرف سے خدا نے تمہاری تقدیر
کھول دی ہے اب یہ تمنا ہے یہ بھی پوری ہو جائیگی۔

بیگم صاحبہ۔ بلایہ کیسے اور کب تک۔

بخومی۔ کوئی مشکل بات بھی نہیں ہے۔

بیگم صاحبہ - جہاں تک میرے امکان میں ہو گا کوشش کروں گی
اے اسی تمنائے تو مجھے مار ڈالا کہ کہا یا پیا کچھ انگ نہیں ملتا -
ظاہر میں کوئی بیماری نہیں ہے اور ہزار مریضوں سے زیادہ مریض
ہوں بتائیے جلد بتائیے - اے میرے خدا انکی زبان ایسا مبارک
کرناکہ پٹا نہ پڑے -

نجومی - نجوم سے معلوم ہوتا ہو کہ تمہارے صحن میں کوئی نیم کا درخت
ہے اور اس میں کچھوا ہے - اوس کچھوے سے کام نکل سکتا ہے
جا اوس کا سر کاٹ کر لے آہم اوسکو جلا دینگے اور خاک پڑھکر
تجھے دینگے اوس سے ضرور ربحہ ہوگا -

اولاد کا جوش اور اسکی تمنا بہت ہی بڑی ہوتی ہے بہت سے
لوگوں کو اس تمنائے بے ایمان کر دیا ہے - بلکہ نہ صرف دنیا سے
کہو دیا ہے دین کے کام کا بھی نہیں رکھا - بیگم صاحبہ نے آگاد کیا
نہ بیچنا -

نہ سدہ بدہ کی لی اور نہ منگل کی لی
نکل شہر سے راہ جنگل کی لی
گئین اور جا کر کھٹ سے کچھوے کا سر کاٹ کر بچہ میوں کے
حوالہ کر دیا -

نجومی - اچھا ہم یہ لے جاتے ہیں اسکی خاک آپ کی خدمت
میں حاضر کرینگے -

بیگم صاحبہ۔ بہت اچھا۔ خلا حفظ۔ بہ سلامت روی باز آئی۔
 بخوشی سرلیکر رخصت ہو گئے۔ اور بیگم صاحبہ بدستور
 گھر چلی آئیں۔ دلیں امید و ن کا دریا موجزن آنکھوں میں جیتے
 جاگتے فرزند و لبند کی خوبصورت تصویر۔ آئندہ کے خیالات
 کے ساتھ کچھوے کا افسوس بھی تھا۔ مگر اوہ کچھو گیا تو گیا۔ اولاد
 تو ہوگی۔

باب چھٹا

ظاہر ہے کہ سر کاٹا گیا تھا کچھوے میں سے کچھ نہ کچھ خون نکلنا چاہئے
 تھا۔ مگر یہاں تو ایک عجیب قسم کا طوفان بدتمیزی برپا ہو گیا۔ پہلے
 خون کی دو ایک بوندیں بہ گئی اور اس کے بعد تلی بندہ گئی۔ خون
 کا دریا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ گھر کے اکثر حصہ میں خون ہی خون تھا
 آخر تل رکھنے کی جگہ نہ رہی۔

وہ کہتے ہیں نکلتا اب تو دروازہ سے مشکل آتا

قدم کوئی گدھر رکھے جدھر دیکھو اور ہر دل آتا

اور لطف یہ کہ اس پر بھی بس نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی

کنواں اب رہا ہے کوئی سمندر جوش کھڑا ہے خون ہے

کہ آفت ہے خیالوں سے رقی رقی سے۔ ماشہ۔ ماشہ سے۔ توتہ توتہ
 سے سیر اور سیر سے من کی ترقی کر رہا ہے۔ اب تو لونڈی اور بیگم
 صاحبہ کے حواس اڑے۔ اسے یہ کیا ہو رہا ہے پہلے سمجھین کہ
 کہ شاید بہ ترقی خود بخود کم ہو جائے مگر یہ خیال غلط نکلا اور آخر وہ
 وقت آیا۔ کہ یہ باتیں ہوئیں۔

بیگم صاحبہ (لونڈی سے) جاؤ جاؤ بند باباجی ذبح کر دو۔
 لونڈی۔ یہ کہہ کر خون کے دریا کو پار اترتی خون شیدا اسے
 منہ دی لگاتی ہوئی باباجی تک پہنچی۔ بدادسان بدحواس جٹے
 باباجی جلد چلے۔

باباجی۔ خیریت ہے کیا ہو کیا۔
 لونڈی۔ جلدی چلے۔ اتنا وقت اب دریافت کرنے میں صرف
 کرینگے اس سے بھی بہتر ہے کہ خود جا کر دیکھ لیجئے خود تمام حال
 معلوم ہو جائے گا۔

باباجی بھی پریشان حواس باختہ۔ مکان تشریف لائے
 دیکھا تو دریاے خون جو شیر۔ جب تک نہ دیکھا تھا تب تک
 تو خیر مگر اب تو ایک آفت تازہ پیہہ ہو گئی۔ بقول
 ابھی ہم قتل کہ کا دیکھنا آسان سمجھتے ہیں
 نہیں دیکھا شاور جوے خون میں نین توں کو
 سب سے زیادہ تعجب انگیز امر یہ تھا کہ کچھو کچھو نہ مینڈک تھا۔

بلکہ بجائے ان سب کے ایک نوجوان حسین خوبرو کا گلا گٹا پڑا تھا جس کی شہرگ سے دریا سے خون موجزن تھا۔ اور وہ خاک و خون میں لٹھڑا پڑا تھا سر نثار رہے۔

بابا۔ اے خدا۔ اے میرے پروردگار یہ کیا ہوا کیا میرے آنکھ میں جو کچھ دیکھ رہی ہیں یہ سب ٹھیک ہے یہ کہہ کر کچھ نہ کہہ سکی دھڑام سے زمین پر گر پڑے۔

حامد کچھ دیر تک ٹٹلا نگر آخر وہ بھی تاب نہ لاسکا اور بیہوش ہو گیا رط کے پریشان ہو کر ڈرتے ہوئے ادھر ادھر بھاگ گئے۔

آفت اور مصیبت کے نظارے بابا جی کے گھر کو میدان کشت خاں بنا دیا ہے کہ اتنے میں دروازہ کھلا اور وہی شخص داخل ہوا جو حامد کو یہاں پہنچا گیا تھا۔

مگر نہایت ہی غصہ میں تھا۔ اس نے پہلے حامد کو ہوشیار کیا اور سخت آواز سے ڈانٹا کہ ہا کہ ملعون تجھ کو ابھی طرح سمجھا دیا تھا مگر تو نہ مانا اور تونے وہی بات کی جس سے یہ فحشیت ہوئی۔ بتا اب تجھے کیا سزا دوں

حامد۔ از خردان خطا۔ از بزرگان عطا۔ خطا ہوئی معاف فرمائیے۔ یہ کہہ کر حامد بڑھے کے قدموں پر گر پڑا بڑھے نے بابا جی کو ہوشیار کیا۔ اور اسکے بعد کچھ ماش اپنی پیٹری سے نکال کر پڑھ کر پھونک دیئے۔ اور خون میں پھینگ دیئے جس سے فوراً وہ تمام خون غائب

ہو گیا۔

باباجی۔ میں آپ کا بہت ممنون ہوں آپ نے میری بڑی امداد کی آپ کون ہیں۔

بڑھا۔ میں وہی ہوں جو حامد کو تیرے پاس پہنچا گیا تھا۔

بابا۔ یہ بہت مفصل نہیں ہے۔

بڑھا۔ اور کچھ نہ پوچھو ورنہ آفت آجائیگی۔

ابھی اور کچھ نہ پوچھا تھا کہ دونوں مکان میں داخل ہوئے

دیکھا کہ بیگم صاحبہ کا سر کٹا ہوا پڑا ہے اب تو باباجی آہ کر کے بیٹھ گئے ہچکلی بندھ گئی قریب تھا کہ بیہوش ہو جائیں۔

بڑھا۔ بابا عبداللہ درخت کی بات ضروری اور آپ کو رنج ہونا ہی چاہئے

مگر یاد رکھئے کہ بڑی خیریت ہوئی اگر میں نہ پہنچتا تو تمام شہر

بغداد آپ کی بدولت ڈوب جاتا۔

باباجی۔ مگر آپ مجھے بتاؤ دیکھئے کہ یہ کیا ہوا آپ کون ہیں۔

بڑھا۔ کاش اے معقل آدمی کاش تو اس سوال سے باز آئے

اور اپنے اوپر تازہ آفت نہ لائے۔

بابا۔ جناب دونوں ہو چکے ہیں اب اگر ہزار خون ہوئے تو کیا

غم ہے۔

سمجھ رہا ہے تیرے عشق میں اک روز ہے مرنے

خلیفہ - چ خوش - ہ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں
واہ کیا اقرار ہے اور کیا انکار ہے -

بابا - حضور جو کچھ میں نے کہا وہ سچ ہے یہ لوگ مجھ پر سچا - مگر
خواہ مخواہ الزام لگاتے ہیں -

خلیفہ - یہ اس بات سے بھی بڑھی ادنیٰ بات ہے -
بابا - جو کچھ آپ فرمائیں -

فرزین اور دانشمند خلیفہ نے یہ باتیں سنیں اور اس کا دماغ
زور اگزشتہ واقعہ کی طرف منتقل ہو گیا - اس نے سوال کیا
کہ حامد کہاں ہے -

بابا - او سکواس کا دادا دالے گیا -

خلیفہ - ہم تمہاری جان بخشی کرتے ہیں مگر تم کو اس جلتی لڑکے کو
پڑھانا پڑے گا جسے کوئی اب تک نہیں پڑھا سکا -

بابا - میں حضور کا شکر یہ ادا کر کے اس کی تعلیم کو بسر و چشم قبول
کرتا ہوں -

خلیفہ - نے دوسرے دن اس لڑکے کو بابا کے پاس بھیجا - مگر
عجب عالم تھا -

بد صورتی - کم روئی اس پر دست قدرت سے ختم نہیں کر دی
تھی بلکہ اس کی جسامت بونا قابل برداشت تھی جسے بابا کیا کوئی شخص
بھی کسی صورت سے برداشت نہ کر سکتا تھا - بابا جی کسی صورت سے

اوس لوگوں سے کہتا نہ کر سکے تو دوسرے وقت پر اس کے سبق کو اٹھا کر
صرف کارروائی کے لیے کچھ پڑھا دیا۔

باب ساتواں

رات کا وقت ہے شہر میں حسب حیثیت ہر جگہ روشنی ہو گئی

بابا جی بھی چراغ جلا کر بیٹھے لڑکے کو پڑھنے کے لیے بلایا۔ آتے
ہی تمام دماغ سر گیا۔ دماغی تکلیف نے گو بیہوشی کے قریب
پہنچا دیا مگر کچھ بھی خلیفہ کے ڈرنے سمجھایا۔ اور رومال کو ناک میں
کچھ پڑھائی ہمت کی۔

بابا جی۔ کہو الف۔

لڑکا۔ یس۔

بابا جی۔ ابے الف۔

لڑکا۔ ابے یلف۔

بابا۔ بے۔

لڑکا۔ تے۔

بابا۔ انہی تو بہ اس زندگی سے موت بہتر۔ ابے جو میں کہوں وہ پڑھ۔

لڑکا۔ ابے جو میں کہوں وہ پڑھ۔

بابا - مرگنخت۔

لڑکا - مرگنخت۔

بابا کو تھوڑی سی ہنسی آئی۔ مگر پھر انھوں نے سوچا کہ آہ
 خلیفہ نے عمر بھر کے لیے یہ بلا میرے پیچھے لگا لی ہے میں ایسی حالت
 میں کب زندہ رہ سکتا۔ بس یہی ہے کہ اوس میں تڑپا تڑپا کر
 مردن گار روز روز طیفین اٹھاؤں گا۔ اور ایک دن دم تکل جائیگا
 ہر حال۔

جس سے ڈرتے ہیں آئیگا وہ دن

مولانا آسی

بعد چندے سی ابھی نہ سی

اس سے بہتر ہے کہ اس روحی صدمہ کو اپنے ہاتھ سے ختم کر دو
 بس بہتر ہی ہے کہ میں مرجائوں۔ مرنا میرا سلام ہے۔

بلا کے مسئلہ کو جان دیکر ختم کرنا ہے

مولانا آسی

قیامت تک اب اسکے بعد جینا اور مزنا ہو۔

بابا جی نے قلمندان کھولا اوسمین سے ایک پوڑیہ نکالی اور فوراً

جاہا کہ اسے کھا کر جاں دیدن ہر چند کہ اوسکی زبان سے یہ کلمہ

نکلے کہ حرام موت دینا مر ہے۔ مگر اس نے کہا کہ خدا رحیم ہے وہ

پھر رحم کرے گا یہ کہہ کر وہ پوڑیہ منہ کی طرف لیچلا۔

دروازہ کھلا۔ اور وہی بڑھا آیا۔ سلام علیک کی۔

بابا جی - وعلیکم السلام۔ آہ تم اس وقت کہاں آئے جاؤ جاؤ خدا کے

یہ مجھے مرنے دو۔

بڑھا۔ بیوقوف انسان مرنا بلاؤں سے چھڑا نہیں دیتا۔ یہ غلط خیال ہے۔

سوچتا ہوں کہ جو مر جاؤں تو آسانی ہو

پھر یہ کہتا ہوں کہ یہ بھی مری نادانی ہو
اب بھی میرا کہنا مان اپنے کیے پر پچھتا اور جو کچھ میں کہتا ہوں
اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو اور سن ابھی تیری تمام تکالیف دور
ہو جائے گی۔

تو نے مجھے سخت تکالیف دیں کیا تو اب بھی باز آ سکتا ہے۔

بابا۔ آہ سب تمنائیں دل کی دل میں رہیں خیر کہہ اے میرے تباہ کن
بڑھے کہہ کیا کہتا ہے میں ہر بات کا اقرار کرتا ہو۔

بڑھا۔ دیکھ اس اقرار کو نہ بھولنا۔ ورنہ تیری اور میری جان کے لالے
پر بجا کینگے۔ اگر تجھے دنیا کے خزانے دیکر بھی کوئی شخص تجھ سے یہ
پوچھنا چاہے کہ کیا حادثہ تیرے ہی بیان پر ہوتا تھا کیا وہ کچھ اپکا کر
تیرے بیان لایا تھا تو سو اسے انکار کے اسبات کا کسی صورت سے
اقرار نہ کرتا۔ اگر نو نے اپنا عہد پورا کیا تو یا درکھنا ہم تجھ کو پورا
معاوضہ دینگے اور اگر تو پھر گیا تو تیری جان کی خیر نہیں ہے۔
باباجی۔ میں اس کا بخیر خیال کرتا ہوں۔

جیسے ہی عباد اللہ نے یہ کہہ بڑھا فوراً غایب ہو گیا۔ اور

پھر اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔ دوسرے روز وہ حبشی لڑکا نہیں آیا جس کی وجہ سے بابا جی کو یقین ہو گیا کہ اب عمر بہر کے لیے مجھے اس بلا سے نجات مل گئی۔

باب آٹھواں

دوپہر کا وقت تھا۔ بابا جی ایک کمرے میں بیٹھے تھے۔ اپنی بیچے ہوئی زندگی پر نظر ڈال رہے تھے کہ دیوار کا ایک حصہ شکنج ہو گیا اور اس سے ایک ہاتھ جس پر ایک سفید کپڑا لپٹا تھا برآمد ہوا۔ دگداز و اتحات کے تو اثر نے بابا جی کو بہت ہی مضطرب کر دیا تھا۔ وہ اس کی تاب نہ لا سکا اور آخر کار بیہوش ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ وہ بڑھا کھڑا ہوا ہے۔ اور کہتا ہے کہ تمام بلاؤں کا ہم نے خاتمہ کر دیا ہے اب تو جی اپنے اقرار پر قائم رہنا۔ ایک شخص افریقی مادو گرقتیش راز کے لیے تیرے پاس آنا چاہتا ہے۔ یاد رکھنا اور جان جانے میں کوئی کسر نہیں ہے۔

بابا عبد اللہ ہرگز نہیں ہرگز کسی سے کچھ نہ کہوں گا۔ اسکے بعد وہ یہ اطمینان تمام سویا کیا۔ اسکی اسوقت آنکھ کھلی جب دروازہ پر ایک شخص نے دستک دی۔

بابا۔ کون ہے۔

آواز۔ دروازہ کھولے۔

بابا عبداللہ۔ فوراً دروازہ کی طرف لپک کر گیا۔ اور اس نے دیکھا کہ ایک جوگی گیر واکیرٹے پیٹ کھڑا ہے۔ دو معصوم بچے اس کے دائیں بائیں کھڑے ہو رہے ہیں۔

بابا۔ بے ڈر کر مودبانہ سلام کیا اور پوچھا کہ تم کون ہو۔
جوگی۔ رہنے لگا۔

بابا۔ کاش تم جلد اپنا نام سناؤ کہ میں کوئی ہمدردی کرنے والوں
جوگی۔ اگر تم صحیح صحیح عہد کر دو کہ میں ہمدردی کروں گا تو میں بتاؤں
بابا۔ میں شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں۔

جوگی۔ میں اسے شخص سن۔ دو معصوم بچے میرے کھینچے ہیں۔ میں
اور میرا بھائی دونوں جاؤ گے۔ اور آپے فن میں ہوتا رہا کامل
تھے۔ میرے کھائی کو ایک لڑکے نے اڑا لیا۔ اور اس قاتل کو تو
جاسنا ہے۔

بابا۔ یہ غلط ہے۔ میں نہیں جانتا۔

جوگی۔ قاتل برے یہاں رہتا تھا۔

بابا کیا قاتل تو بہ کرو میں اس سے واقف نہیں۔

جوگی۔ ہاں تو اس صورت سے واقف نہیں مگر کیا تو یہ کہ نہیں سکتا
کہ حامد ایک لڑکا تیرے یہاں پڑھتا تھا اور وہ ایک دن ایک

کچھوا پکڑ کر لایا تھا جو عرصہ تک تیرے یہاں رہا۔
بابا۔ ہاں ہاں کچھوا تو لایا تھا۔

بابا عبد اللہ کے ان الف ظہیں نہ معلوم کیا حادثہ بھرا تھا کہ
آسمان پر ایک آندھی آئی اور گڑگڑا سٹ کی آواز نے عبد اللہ کو بچاؤ
بنایا جو گئی عبد اللہ کو پکڑ لیا اور ایک ٹیڑھی سی لکڑی اوس کے
گلے میں ڈال دی اور اسکو پکڑ کر خلیفہ کے دربار میں لے آیا۔
خلیفہ اپنی مہمات غزوری میں منہمک تھا۔ اس نے ایک شخص کو
بیدھڑک دربار میں آنے دیکھ کر کہا کہ اسے شخص تو بڑا بے ادب
ہے تو کون ہے۔

جو گئی۔ حضور میں مظلوم ہوں انصاف کے لیے حاضر ہوا ہوں۔
دھر خوض۔ تو اپنا مفصل حال بیان کر۔

جو گئی۔ حضور میں ایک جادوگر ہوں۔ اور میرا بھائی بھی جادوگر تھا
اوسکو شکار کا شوق تھا وہ دریائے ٹیکس پر ایک روز شکار کے
لیے گیا ہوا تھا اور کچھوے کی صورت بنا ہوا وہاں پڑا تھا۔ اس
شخص کے یہاں شاہ جنات کا ایک لڑکا حامد نامی پڑھتا تھا وہ بھی
شکار کے معہ چند لڑکوں کے اس دریا پر شکار کے گیا ہوا تھا کہ ایک
لڑکے کا لٹا ڈالا اور وہ میرے بھائی کے حلق میں پھنس گیا۔ چونکہ
قاعدہ یہ ہے کہ جس صوبہ میں جادوگر ہوتا ہے اوس میں اتنا
ہی زور ہوتا ہے لہذا وہ ایک کچھوے سے زیادہ زور آور نہ تھا

اور اس میں بھی مجبور تھا کہ گلے میں ایک کانٹا اوسکے حلق میں چبھا تھا
 حامد۔ محمود شاہ جن کے لڑکے نے اوسکو جان بوجھ کر گرفتار کیا اور
 اس بڑھے کے گھر میں لٹکا دیا جب مجھے خبر ہوئی اور میں اسکی رہائی
 کے لیے چلا تو اس لڑکے کے والدین نے یہ خبر سنکر حیلہ کر کے اس بڑھے
 کی جورو سے اسکی گردن کٹوائی۔ جب مجھے خبر ہوئی تو میں اس عورت
 کی گردن توڑ ڈالی۔ اب میں چاہتا ہوں کہ حضور شاہ جنات محمود کی
 اور میری لڑائی دیکھیں اور میری داد فریاد کو پہنچیں۔ شاہد عینی
 موجود ہے۔ اسکی گواہی سنئے۔

بابا عبداللہ کی سمجھ میں اب یہ قصہ آیا۔ اور اسنے نہایت افسوس
 کیا کہ میں نے خلاف عہد کے حامد کو قاتل کیوں ٹھہرا دیا مگر تیرا ر
 کمان جستہ کو کون روک سکتا ہے پھر بھی جب خلیفہ نے پوچھا تو
 اس نے صاف انکار کیا اور کہا کہ یہ جھوٹا ہے۔ جوگی حضور یہ جھوٹا
 ہے اب آپ صرف لڑائی دیکھئے۔

بابا عبداللہ دہائی ہے خلیفہ کی کمرہ بردستی یہ شخص مجھے بورد الزام
 بناتا ہے۔

خلیفہ۔ اس کی لڑائی کچھ تجھ سے تو ہوتی نہیں ہے جس سے لڑائی ہوتی
 ہے وہ اس سے برابر ہے لہذا اگر وہ سچا ہوگا تو وہ فتحیاب ہوگا اور پھر
 تو بھی اس الزام سے بچ جائے گا۔

جوگی۔ تو حضور مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اوس لڑکے سے جس نے

حان پوچھ کر میرے ان دو بھتیجوں کو جنھیں آپ میرے علاوہ دیکھتے ہیں
تعمیم کر دیا۔ بدلہ لوں۔

خلیفہ۔ ہاں ہر دنیا نقصانات۔ جسے تجھ پر ظلم کیا ہے تو ضرور اس سے
اپنا انتقام لے سکتا ہے۔

جو گئی۔ مناسب۔ یہ کہ اگر حضور دریا کے ٹیکس کے بارے میں تشریف
لے چکے ہیں اور وہ رشتہ پر سرسبزین کا تماشہ رکھتے ہیں اور خوشی
لے رہے ہیں میرے بھائی تو ترختا کیا کیا تھا اور وہیں میں سے اعزا اقربا
وغیرہ کو ماروا رہے۔ اور آخر یہ۔ اسکی جان دار گا۔

خلیفہ۔ چونکہ ساری زندگی میں یہ موقعہ ایک نہ تھا ہی اہم موقعہ ہے
اس واسطے ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ جا کر اس تماشہ کو دیکھیں۔ اگر یہ
ابھی تک تو ہمارے نزدیک بہتر یہی بات ہے کہ ماحق میں کشت و خون
نہ ہو اور بیکار خلق خدا کی جانیں ضائع نہ ہوں۔

جو گئی۔ حضور اب زحمت فرما کر دریا کنارے تشریف لے چکے ہیں اور
یہ ارشاد نہ فرماوین کہ طرائق موقوف ہو جائے کیونکہ آپ خلیفہ
المسلمین ہیں آپ کی ہر بات کو ماننا آپ کے حکم کی بسر و چشم تعمیل
کرنا نہ ہر مسلمان بلکہ ہر انسان کا فرض ہے۔

خلیفہ نے یہ سن کر جو گئی کو کوئی جواب نہیں دیا بلکہ وزیر جعفر
کو حکم دیا کہ دریا کے ٹیکس کے کنارے خیمہ لگا دیئے جائیں حکم حاکم
ہو گیا۔

خلیفہ کا حکم کوئی ایسا نہ تھا کہ اسکی تعمیل میں کسی دیر اور
تو حیل کو دخل ہوتا جلد سے جلد دریا کے کنارے خیمہ لگا دیے گئے
اور ظل سجانی بنفس نفیس وہاں جمعہ اعیان دولت کے رونق
آفرما ہوئے۔

باب نوان

آفتاب اپنے معمولی منزل کو نصف سے بہت زیادہ اٹھ کر چکا
ہے۔ اور قریب ایک ثلث کے یہ دشوار گزار راستہ ختم کر دیا اور
اگرچہ گرمی کا عمل بالکل دنیا سے اٹھ نہیں گیا ہے۔ مگر اس لین کلام
نہیں ہے کہ دوپہر کے وقت جو دھوپ آٹے جانے والوں کا منہ
جھلس رہی تھی اب اوسمیں وہ تیزی باقی نہیں ہے کہ کسی مسافر کو
ستائے ٹوڈن کے جھونکے اب بھی اسی تیزی سے چل رہے ہیں
لہذا ان سے یہ امید ہے کہ شام تک باد بہار کا کام دینے لگیں گے
دریاے ٹیکس کے کنارے بہت سے خیمہ نصب ہیں جس میں
حسب حیثیت امرا و اعیان دولت مقیم ہیں ایک کارچوبی نفیس
اور وسیع خیمہ بن خلیفہ ہارون الرشید رونق افروز ہیں۔ اول تو
یہ خیمہ سب خیموں میں ممتاز معلوم ہوتا ہے مگر اس پر کارچوبی

نہ دوزی وغیرہ کا کام ہے اس نے اور بھی اسکو جگمگا دیا اور آفتاب
قیامت کے مقابل بنا دیا ہے دیکھنے والے کی سب سے پہلی نگاہ جو
اس منظر میں پڑتی ہے وہ اسی پر پڑتی ہے۔

جنیون کے سامنے ہی ایک میدان پڑا ہے جس میں جابجا
مختلف قسم کے جنگلی درخت ہیں جنھوں نے اس میدان کی گرجی اور
اسکی ہیبت اور دھوپ کی تیزی وغیرہ کم کرنے میں بہت کچھ امدادی
ہے سامنے جادوگر اپنے دونوں بھتیجیوں کو لیے ہوئے حاضر ہے۔ اور
اس کے سواے اور کوئی اس کا ساتھی یہاں نہیں ہے کہ یکا یک
خلیفہ رحمانی۔ ظل سبحانی کا ارشاد ہوتا ہے۔

اب تم کب اپنے حریف کا مقابلہ کرو گے۔
جادوگر۔ صرف حضور کے حکم کی دیر تھی۔ میں اپنا کام شروع
کرتا ہوں۔

جادوگر نے نہایت جوش و خروش سے کچھ ایسے کلمات پرہنے
شروع کیے جنھیں اس کے سواے اور کوئی نہ سمجھا کہ ان کے کیا معنی
ہیں اور کیا کام دیتے ہیں یکا یک زمین شق ہوئی اور اس ایک
نہایت قوی ہیکل جیسی برآمد ہوا۔ جو دست بستہ اس جادوگر
جوگی کے سامنے کھڑا ہو گیا اور مودبانہ رین چوم کر، رض کرنے لگا
حضور نے غلام کو کیوں یاد فرمایا۔

جوگی جادوگر تم تو ایک نہایت اہم کام کے لیے بلا یا گیا ہے ٹھہرو۔

یہ کمکر اوس نے زمین سے ایک ٹھیکرا اٹھایا اور سپر کچہ نکھاسنے کے بعد جیشی کو دیدیا اور کہا کہ جاؤ فوراً محمود شاہ خیات کے پاس ہمارا یہ حکم پہنچاؤ۔ جیشی نے سر جھکایا اور وہ ٹھیکری ٹھیکری فوراً زمین میں ڈوب گیا۔
خلیفہ - یہ تم نے کیا کیا۔

جوگی جادوگر - حضور اس کے ذریعہ سے میں نے محمود شاہ کو بنایا ہے وہ ابھی آئیگا تو مقابلہ ہوگا۔

خلیفہ نے ابھی کوئی جواب نہ دیا تھا کہ ہر زمین شق ہوئی اور بہت سی ایسے قوی ہیکل جان جگے سروپہر سینگ تھے مختلف رنگوں اور مختلف صورتوں میں موجود ہو گئے۔ اور جوگی پر حملہ کرنے لگے۔

جوگی - حضور بادشاہ جنات حاضر نہیں ہوا بلکہ اس نے جنگ کا ارادہ کیا ہے اور اپنی فوج کے مایہ ناز جوان میرے مقابلہ کی واسطے روانہ کیے ہیں اب میں بھی اپنا کام کرتا ہوں یہ کمکر اس نے فوراً تسبیح لی اور ایک ٹانگ سے کھڑا ہوا تسبیح پڑھنا شروع کی اور چار طرف اسی تسبیح کو گھما دیا جس سے دم کے دم میں اون سب دیوؤں کے سر ٹکڑ ٹکڑ ہو گئے اور خون کا دریا موجزن ہو گیا۔ مگر انہی میں سے ایک خوب صورت پندرہ بیس برس کا لڑکا نکلا اور جوگی سے یوں ہم کلام ہوا۔

لڑکا - ہمارا بادشاہ چاہتا ہے کہ تم سے صلح ہو جائے۔ اور اس صلح سے یہ غرض نہیں ہے کہ وہ تم سے دلیا بلکہ مقصد جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ ناحق کشت و خون نہ ہو اور تم اس کے ہاتھ سے نہ مارے جاؤ۔

جوگی ہنسکر کیا خوب۔ آپ اذنین اپنا پیغام پہونچا دین کہ
میری فکر نہ کیجئے اپنی خبر لیجئے اور کوئی دم میں بھٹا سی گردن اڑادی جائیگی
اب اگر صلح ممکن ہے تو اس طرح کہ دست بستہ میرے سامنے آئے اور
خفیہ کے ساتھ معافی مانگے۔

لڑکے کا فوراً غائب ہو گیا اور پھوڑی دیر تک حاضری ہوا۔ اور
کہہ گا کہ ہمارے بادشاہ سلامت کسی صورت سے منسوب نہیں فرمائے۔
جوگی تو پہلے دیکھا ہے تو مجھ سے مقابلہ ہو۔

لڑکے نے ایک جست کی اور وہ فوراً چیل کی شکل میں تبدیل ہو گیا
اور چاہا کہ جادوگر کی آنکھیں نکال لیجائے مگر جادوگر بھی باز کی صورت
بنکر اسکے اوپر چلے آئے اور وہ ان میں بہت دیر تک لڑائی
ہوئی یہاں تک کہ اس لڑکے نے پھر اپنی صورت تبدیل کر کے جامہ
انسانی قبول کر لیا۔ جادوگر بھی اسی بھیس میں آگیا اور دونوں میں
تلاش چلنی شروع ہوئی۔ ابھی وقت زیادہ نہ گزر رہا تھا کہ لڑکے کا سر کٹ دیا
گیا اور اسکے بعد ہی نہایت زور سے ایک آندھی آنا شروع ہوئی جس سے
تمام جنگل بتر تار معلوم ہونے لگا چونکہ آندھی کا رنگ سرخ تھا اس وجہ سے
تمام دریا دریائے خون معلوم ہوتا۔

خلیفہ جادوگر سے یہ کیا ہوا۔

جادوگر حضورِ نہ کھائیں۔ شاہ جنات نے مقابلہ کے واسطے کسی دوسرے
پہلوان کو روانہ کیا ہے اور وہ اپنے ترک و احتشام سے آنا چاہتا ہے۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک مہیاہ خام مکروہ صورت عورت
سیدان میں دکھائی دینے لگی جس کو دیکھ کر جادوگر کے ہوتے و جاہل
کچھ پر اکتدہ معلوم ہوئے اور حسبِ ذیل یہ گفتگو ہوئی۔

جادوگر۔ اعلیٰ ہم۔ تیرا نام طلیحہ ہے۔ تجھے پر دیا ہونا چاہئے۔
دن چاہت ہوں کہ تو میرے ہاتھ قتل ہو اور وہ حق و تیرے
استاد ہوئے کاہرہ۔ اوپر سے تیرا کردار برائی ہے۔

طلیحہ۔ بس بس اسے نا بچار ہم میں جاتی ہوں کہ وادہ سے یہ استاد
کے شاگرد اور ایک گروہ کے چیلے ہیں مگر تو نے اپنی بد ذاتی سے میرے
بھائی کو قتل کر دیا ہے میں اس کا بدلہ ہو گئی۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ
تو اس لڑکے کو صرف گرفتار کر لیتا، در قتل نہ کرتا۔ دوسرے کہ ممکن
نہیں ہے کہ اتنا بڑا بادشاہ جنات تجھ ایسے معمولی جڑی کے مارنے
دست بردار نہ آئے۔ دیکھ میں تجھے سمجھاتی ہوں کہ بد ذاتی کے بچے
نہ پڑ اور یہ سمجھ لے کہ تیرے سے سے بڑے بڑے میں میرے بھائی
کا خون بہا دیا گیا ہے۔ وہ اس کا خون بہا۔ ورنہ تم اس ہو گیا
اب بھی اپنے ناز بیباک کتون سے باز آ۔

جادوگر۔ عورت ہے اور ناقص اہل ہے ابھی ان معاملات
کو نہیں سمجھتی۔

عورت۔ میں تجھ سے زیادہ ان معاملات کو سمجھتی ہوں۔۔
جادوگر۔ بادشاہ جنات کا کیا ہرج ہے اگر وہ آکر حلیفہ کے سامنے

مجھ سے معافی مانگ لے۔

عورت۔ ایک جلیل القدر بادشاہ کے یہ شایان شان نہیں ہے۔
جادوگر۔ تو میں چاہتا ہوں کہ کسی اور کو میرے مقابلہ میں لاؤ مجھے
مقابلہ ہو۔

عورت۔ یہ ممکن نہیں کہ میں شاہ جنات کی نمک خوار ہوں اگر اس وقت
اوس کے کام نہ آؤں گی تو آخر کب کام آؤں گی۔

جادوگر۔ اچھا۔ اگر بھی ہے تو مجھے مقابل ہو۔ یہ کھکر جادوگر ایک
زبردست اور قوی ہیکل چیتے کی طرح بن گیا۔ عورت بھی فوراً ایک شیرنی
بنی اور دیر تک زقندین لگا لگا کر ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے رہے
یہاں تک کہ انہوں نے ساپنوں کی صورت تبدیل کی۔ اور باہم لڑے
اور اسی طرح سے مختلف صورتوں میں لڑ کر انسانی شکل میں آئے
دونوں میں تلوار چلنے لگے۔ دیر تک تلوار چلتی رہی مگر کوئی مغلوب
نہ ہوا۔

آخر خلیفہ نے اوس جادوگر کو اپنے پاس بلایا۔ اور فرمایا کہ ذرا
اس عورت کو بھی میرے پاس بلاؤ۔

جادوگر گیا اور جا کر خلیفہ کا پیام عورت کو پہنچایا۔ عورت بھی
تسلیم خم کر کے حاضر ہوئی اور کہنے لگی حضور کیا حکم فرماتے ہیں۔
ہارون الرشید۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم لوگوں کی باعزت صلح ہو جائے۔
عورت۔ جس طرح یہ ملعون جادوگر چاہتا ہے اس طرح صلح نامہ ممکن ہے۔

ہارون الرشید۔ (جوگی سے) کیا جو فیصلہ ہم کریں تم اس کو منظور کرو گے۔

جوگی۔ مجھے امید ہے کہ حضور جو فیصلہ فرمادینگے وہ سراسر انصاف ہوگا۔

خلیفہ۔ (عورت سے) تم جا کر محمود شاہ سے عہد لو کہ خلیفہ کے کہنے پر اگر کاربند ہو تو صلح ممکن ہے۔

عورت۔ فوراً رخصت ہو گئی۔

اور تھوڑی دیر کے بعد آکر کہا کہ ہمارا بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ ہم حسب الایمانے خلیفہ صلح کو تیار ہیں۔

خلیفہ (جادوگر سے) چلو محمود شاہ کے پاس چلو وہاں وہ تم سے معافی چاہینگے۔

جادوگر۔ بہت اچھا۔

عورت۔ بہت مناسب ہے۔

خلیفہ۔ تم لوگ فوراً آہمکو وہاں لیچلو۔

جادوگر اور عورت نے منظور کیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ

ایک ایسے دربار میں تھا جس پر اس کو اپنے دربار کا گمان ہوتا تھا۔

تخت پر ایک ۲۵ سالہ نوجوان جلوہ فرما تھا ادھر ادھر خاص اور ارکان سلطنت حاضر تھے۔ ایک کرسی پر وہ بٹھا

بھی شاہو حاند کو بابا جی کے پاس لایا تھا۔
 خلیفہ کے دربار میں پہنچتے ہی تمام لوگوں نے تعظیم کی
 خود محمود شاہ تخت سے اٹھا اور خلیفہ کو اپنے برابر تخت پر بٹھالیا
 خلیفہ نے مزاج پر سی وغیرہ کے بعد یوں سلسلہ کلام چھیڑا
 خلیفہ۔ میں چاہتا ہوں کہ اس لڑکے کو بلایا جائے جس نے اس
 جوگی کے بھائی کو قتل کیا۔

فرارانی تعمیل کی گئی اور حاند جس نے خلیفہ کو دیکھ کر پہچان لیا
 اور سلام کیا۔ اُٹھ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

خلیفہ۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے جادوگر ایسی بناے خواصمت اس
 لڑکے سے بیان کرے۔

جادوگر۔ مجھ کے لڑکے حاند نے میرے بھائی کو اس قصور پر
 مار ڈالا ہے کہ حاند اسکی نو سارہ لڑکی پر عاشق تھا۔ جس کو وہ ایک
 روز اڑا لیا۔ مگر چونکہ میرا بھائی زبردست جادوگر تھا اس نے
 فوراً مار سے اسکو چھین کر منگالیا۔ اسکو نکر ہوئی کہ اسے قتل
 کر دیا جائے اور آخر یہی ہوا۔ یہی وجہ تھی کہ محمود شاہ نے عاجز
 ہو کر اس لڑکے کو انسانوں میں بھیج دیا تھا اور نہ پڑھنا لکھنا
 کچھ نہ تھا بناے خواصمت یہ ہے۔

خلیفہ۔ اب وہ لڑکی کہاں ہے۔

جادوگر۔ حاند کے پاس ہے اور لطف یہ کہ محمود شاہ اب بھی خبر نہیں

لیتے اور حمایت پر آمادہ ہیں حضور انصاف فرمائیں۔
 محمود شاہ۔ محنت کوئی گناہ نہیں ہے اگر ضیہ بین اپنے لڑکے کی اس حرکت
 پر نفرت کرتا ہوں مگر تمہاری لڑکی کو کبھی کسی قسم کی تکلیف نہیں
 پہونچی۔

خلیفہ۔ اوس لڑکی کو بلاؤ۔
 چنانچہ فوراً ایک نو دس برس کی خوبصورت لڑکی لائی گئی
 اور خلیفہ نے پوچھا۔

خلیفہ۔ بیٹا تجھے بیان کسی قسم کی تکلیف ہے۔
 لڑکی۔ اور کچھ نہیں مگر میں اکثر اب بوگولہ، دھڑ، تون سے ڈرتی
 ہوں اور زندگی سے محبت کو اچھا جانتی ہوں اب، مجھے بیان ہے
 چھڑا دیجئے۔

خلیفہ (محمود شاہ سے) کیا آپ انداز دیتے ہیں کہ میں فیصلہ
 کروں اور وہ منلو۔ ہوگا۔

محمود شاہ۔ ضرور ضرور۔

خلیفہ۔ میرا فیصلہ یہ ہے کہ جادوگر کو اس کی بھتیجی واپس دی
 جائے اور آئندہ سے جادوگر آپ کے دلفریب پوشون میں رہے۔
 حامد۔ (خلیفہ سے) آہ کیا اینٹہ راوس لڑکی کا نام (بیان
 سے چلی جائیگی۔ تو پھر میری زندگی بیکار ہے یہ کہہ کر ان سے
 فوراً اپنے گلے پر ایک تیز چھری پھیر لی اور تڑپ کر دم بھر میں ٹھنڈا

ہو گیا۔

محمود شاہ اور تمام اہل دربار میں سناٹا پھیل گیا کہ رام
چکا گیا۔ اور حالت جنوں میں محمود شاہ نے بابا عبداللہ جو ساتھ
تھا اسکی گردن توڑ ڈالی۔ اور کہا کہ اسی کینخت کی عدم رازداری
سے یہ سب باتیں ظہور میں آئیں اس کی زندگی سے موت ابھی ہو
اور خلیفہ کو نہایت عزت کے ساتھ معہ جادوگر و لڑکی کے واپس
دربار کر دیا۔

تمام شد ناول بد نصیب لڑکی

اگر آپ چاہیں کہ بے پردگی کے نقائص اہل دنیا کی بے پروائیوں اور بیوقوفیوں
خدا کے ہول اور خود طلبیوں، بے کسی بد نصیبی، سوز و ساز، ہجر و وصال، غم و غش
کا مکمل نوٹ ملاحظہ فرمائیں تو یہ ناول ملاحظہ فرمائیں۔ ہر فقرہ ستم رسیدہ دلوں
پر ہر قسم کا کام دیتا ہے۔ قیمت ۸/-

فائدہ نہ ہو قیمت واپس

ماپوس نہو | اگرچہ اشتہاری ادویہ نے لوگوں کو بطن کر دیا ہے۔ مگر ہم آپ کو موقع دیتے ہیں کہ طلا کے عجیب بطور نمونہ صرف پانچ یوم کے لیے قیمتی یندرہ آنہ علاوہ محصول کے طلب فرمائیں اگر اسی مختصر مدت میں یہ حیرت انگیز طلاء ملا آبلہ ڈالے عضو مخصوص کو موٹا، قوی۔ دراز کر کے جمی کچی لاغری سسٹمی۔ کو باری نیز جلق کے منحوس اثرات کو بھی دور کر کے دوبارہ شباب کا لطف پیدا کر دے تو بقیہ ۱۶ یوم کے لیے طلاء صرف ۱۶ آنہ علاوہ محصول میں طلب فرمائیں لیکن اکیس یوم تک جلق سے قطعی پرہیز رکھیے۔ خواہ فعل دوا مجبور بھی کرے قیمت پوری تیشی برائے اس یوم سے محصول ۱۶ درہ حالت میں بذمہ خریدار ہوگا۔ پوری تیشی طلاء کے خریدار کو سھون مقوی باہ۔ دافع جریان و مغلا منی و دافع سرست انزال۔ قیمتی بھڑکھڑا رہا ہوگا بھڑکی شستنی کو خریدار کو بصورت عدم نفع واپسی قیمت اور دس سال کے اندر اثر نائل ہو جائے یہ دوبارہ سہ بارہ دوا مفت روانہ کرنے کی شرط ہے۔

محبوبتی | ایک گولی کھا کر کھنڈوں صحبت کا لطف اٹھائیے کطف یہ ہے کہ اگر آپ کمزور بھی ہیں تو کسی طرح کا تھکان بھی نہو گا جسم میں تیرا اور نہایت قوی رہے گا تیشی جب تک زبان پر نہ رکھیں گے ہرگز انزال نہوگا بعد جمل ایک گولی کھائیں تو تمام کمزوری اور تھکان رفع ہو طبیعت پھر تازہ ہو جائے گی اور پھر دوبارہ جلق کرنے کی قوت پیدا کر دیں گی جتنی مرتبہ مباشرت کریں گے ہر مرتبہ پہلی ہی سی قوت پائیں گے اساک کی اس سے بڑھکر گولیاں بے ضرر ملنی غیر ممکن ہیں۔ قیمت فی دوجن دو روپیہ۔ علاوہ محصول

روغن شباب | لطف مئے تجھ سے کیا کہوں نہادہ ہا کے کہ نعمت تو نے ہی ہی نہیں یہ روغن بھی عجیب و غریب ہے کہ جس کو استعمال کر کے جلق کرنے سے عضو قوی ہو جائے گی اسے اپنی مطیع ہو جاتی ہے۔ لطف کی زیادتی سے بیوشی کی نسبت ٹاپری ہوگی عضو برائش کرتے ہی اساک اندر قوت کی بھر مار ہوگی زن اور شوہر کے تعلقات کو حقیقی معنوں میں خوش ورمیک پہونچائے گی سب سے زیادہ عیب بات یہ ہوگی۔ اگر آپ نے اب تک اس کا استعمال نہیں فرمایا، یا آپ نے دنیا میں کچھ نہیں دیکھا قیمت فی تیشی دو روپیہ علاوہ محصول اک۔

شکائے کاتیدہ۔ جبریل میچروا خانہ عظمت العلاج لکھنؤ

عظمت بکڑ پو لکھنؤ کی شایع کردہ کتابیں

عالیجناب شیخ عظمت الہی صاحب سلو نوی مشہور راولسٹ ویٹیل انسٹانہ نگار کی تصانیف

ناول دام فریب

ایک ترقی پس بازار کی کا ایسے نیچے عاشق کی دعا کرنا اور مختلف طریقوں سے اس کو لوٹا اور ہوتا عاشق کا مکر و فریب کا راستہ اختیار کر کے متعدد مرتبہ اسی ایک عورت سے تادی کرنا اور پھر اس کے تمام رازوں کا انکشاف کیفر کردار کو یہ ہو جائے گی کہ راز دست و چمکیاں اور عورت کی زندگی میں ایک تعمیر عظیم حسن کے پڑھنے سے آدمی حیرت کا شکار ہو جائے گا۔

فریب عاشق

اس قدر دلچسپ ناول ہو کہ ایک صفحہ پڑھ کر دماغ میں ہو کہ بغیر ختم کیے کتاب آپ رکھ دیں قیمت ۱۲۔ رعایتی ۴۔

ہنسی کا پیارہ

مردہ دونوں کو خوش کرنے کا آلہ یہ مردہ طبعیتوں کو بھول کی طرح شگفتہ کرے والا۔ اور مختلف طرافتوں کے مومہ دیکھے ہوں تو سنگ اس کتاب کو پڑھ کر ہنسے تو دام واپس قیمت فی جلد ۸۔

ناول بد نصیب لڑکی

اگر آپ چاہیں کہ بے پردگی کے نقائص اہل دنیا کی بے پردائیوں۔ اور سوناٹوں۔ عدلیوں اور جو مطلبیوں کے کسی بد نصیبی۔ سور سار ہجو ووصال حسن و عشق کا مکمل فوٹو ملاحظہ فرمائیں تو یہ ناول ملاحظہ فرمائیں۔ ہر فقرہ ستم رسیدہ دلوں پر تیر و نشر کا کام دیتا ہے قیمت ۸۔

سگیناہ قاتل

جیسی کرنی جیسی بھرنی کا صحیح منظر آپ ملاحظہ فرمانا چاہتے ہوں تو یہ ناول ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت ۸۔

ناول نواسی

ہائیل طرح لہ اور چللا ناول جو بالکل نئی سحر جیسے احسان خرم ایڈیٹر اور دیکھتے رنگ سے لکھا گیا ہے پڑھ کر یہ بین بل بڑھانے میں ۸۔ سگیناہ قاتل۔ رسالہ موت اور زندگی ۸۔ بکڑ پو لکھنؤ